لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ
يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا،

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرتِ ہادئ خلق

۱۴۳۰ھ

تصنیف: الشیخ ابن الدیبع الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی

دارالعلوم سلطانیہ

کالاو جہلم

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت ہادی خلق

۱۴۲۰ھ

تصنیف

الشیخ ابن الدیبع الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : حدائق الانوار ومطالع الاسرار
فی سیرۃ النبی المختار
وعلیٰ آلہٖ المصطفین الاخیار ﷺ

تصنیف : وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد
المشہور بابن الدیبع الشیبانی الشافعی (المتوفیٰ ۹۴۴ھ)

اردو نام : سیرتِ ہادیِ خلق ﷺ
۱۴۲۰ھ

مترجم : صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی
ناشر : دار العلوم سلطانیہ، کالا دیو جہلم
بہ اہتمام : سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم
تعداد : 1100
اشاعت : شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ
قیمت :

الله

بسم الله الرحمن الرحیم

باسمِ ربِ محمد ﷺ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِداً
أَرْجُو رِضَاكَ وَأَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

يَا مَالِكِيْ كُنْ شَافِعِيْ فِيْ فَاقَتِيْ
إِنِّيْ فَقِيْرٌ فِي الْوَرىٰ لِغِنَاكَا

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرىٰ
جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَأَرْضِنِيْ بِرِضَاكَا

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَا

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدىٰ
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ إِلىٰ مَثْوَاكَا

حضرتِ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

فہرس

سخن دروں

کائنات میں جس شخصیت کا سب سے زیادہ تذکرہ ہوا اور ہو رہا ہے، وہ ذات ستودہ صفات نبی مکرم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ہر پہلو کائنات کی وسعتوں کا حامل ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا مدبر، مفکر، نکتہ رس، فلسفی یا صاحبِ علم وکمال جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی پروازِ تخیل کو حضور شاہِ دوسرا ﷺ کی عظمت و جلال تک پہنچا سکے۔ بالآخر اسے یہی کہنا پڑتا ہے کہ

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس مختصر سے رسالہ میں نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف سے لے کر وصال مبارک تک کے واقعات اختصار کے ساتھ درج ہیں۔ جن کو محدثِ یمن حضرت علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "حدائق الانوار" کے مقدمہ سے اردو قالب میں منتقل کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں آسان الفاظ لانے کی کوشش کی گئی تا کہ بھی

حضرات مستفید ہو سکیں۔

آخر میں اللہ کریم کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور مجھ عصیاں شعار کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

محمد بدر الاسلام عفی عنہ

پیشِ گفتار

امام ابن دَیبع ، عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر بن علی بن یوسف بن احمد بن عمر شیبانی عبدری زبیدی رحمۃ اللہ علیہ ملک یمن کے عظیم المرتبت عالم دین تھے۔ قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ سے متعلقہ علوم اور تاریخ میں شہرۂ آفاق تھے۔ حدیث اور تاریخ میں مفید تصانیف ان کی یادگار ہیں۔

۴ محرم الحرام ۸۶۶ھ ، بروز جمعرات آپ یمن کے مشہور شہر زبید میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر بمشکل ایک سال تھی کہ آپ کے والد ماجد نے رزق حلال کی تلاش میں ہندوستان کا ایسا سفر اختیار فرمایا کہ باپ بیٹے کی پھر ملاقات نہ ہو سکی ، وہیں ۸۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا اور آسودۂ لحد ہوئے۔ امام ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس وقت صرف دس برس تھی۔

آپ نے اپنے نانا اور ان کے وصال کے بعد ماموں کے ہاں پرورش پائی۔ یہ دونوں بلند مرتبہ علمائے دین سے تھے۔ انہوں نے آپ کی تربیت اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ ان دو حضرات کے علاوہ امام ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر اساطینِ علم و فضل سے استفادہ فرمایا۔ اور افادہ کے اس عالی مقام پر فائز ہوئے کہ اجلہ اکابر کی بہت

بڑی تعداد آپ کے حلقۂ درس میں شامل رہی۔

اپنے والد ماجد کی میراث سے آپ کو صرف آٹھ دینار حصہ میں آئے۔ آپ نے اس رقم کو اپنے پہلے حج کا زادِ راہ بنایا۔

تیسیر الوصول الی جامع الاصول، تمییز الطیب من الخبیث، بغیۃ المستفید فی اخبار مدینۃ زبید وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

عمر بھر مسجد اور گھر میں درس حدیث، عبادت اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ ۶ یا ۷ رجب ۹۴۴ھ کو زبید شہر میں آپ کا وصال ہوا، اور حضرت شیخ اسماعیل جبرتی رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ کے قریب مدفون ہوئے۔

"حدائق الانوار و مطالع الاسرار" محدثانہ انداز میں سیرت نبویہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ایک مفید اور جامع کتاب ہے۔ ماضی قریب تک یہ کتاب پردۂ اخفاء میں رہی۔ امام ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ نگاروں میں کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا، دنیا کے مشہور عالم شیخ عبداللہ ابراہیم انصاری نے سب سے پہلے اس کو مخطوطات میں سے دریافت کیا، پھر تصحیح و تحقیق کے مراحل سے گذار کر ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں دو جلدوں میں شائع کر دیا۔ طباعت کے اخراجات ریاست "قطر" کے امیر شیخ خلیفہ بن حمد آل ثانی نے

برداشت کئے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے آغاز میں اس کے تمام مضامین کا خلاصہ اس انداز میں مرتب فرمایا ہے کہ یہ خلاصہ اپنی جگہ سیرت نبویہ (ﷺ) کی مستقل اور مختصر کتاب بن گئی ہے۔

اس کی افادیت کے پیشِ نظر "مظہرِ علم شاہدرہ لاہور" نے اسے بہت خوبصورت انداز میں طبع کرلیا تاکہ المدرسۃ الاسلامیہ للبنات کے نصاب میں اسے شامل کیا جائے۔

قارئین کرام کے ہاتھوں میں کتاب کے اسی حصہ کا ترجمہ ہے، اس کی سعادت حضرت ولایتِ نسب، صداقتِ حسب مولانا الحاج صاحبزادہ محمد بدر الاسلام نقشبندی مجددی مد ظلہ العالی کے حصہ میں آئی ہے۔ انہوں نے نہایت جانفشانی، توجہ اور احتیاط سے اس مقدس کام کو سرانجام دیا ہے جو درحقیقت خاندانی اعلیٰ روایات کا ایک گونہ تسلسل ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے خلعتِ قبولیت سے نوازے اور مزید علمی فتوحات ارزانی فرمائے۔ بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ۔

ادنیٰ گدائے درِ حبیب ﷺ

محمد علیم الدین عفی عنہ

دار العلوم سلطانیہ، نزد کالا دیو ضلع جہلم

۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی پاک ﷺ کی ولادت ورضاعت

سیرت نگار علماء فرماتے ہیں کہ : ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ربیع الاوّل شریف میں پیر کے روز پیدا ہوئے (مہینہ اور دن کے بارے) میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مشہور قول کے مطابق (۱۲) تاریخ تھی۔

آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ پلایا، دو سال مدتِ رضاعت کی تکمیل کے بعد دودھ چھڑایا اور آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں، پھر آپ ﷺ سے شدتِ محبت کے باعث واپس بنی سعد کے علاقے کی جانب لے آئیں، عمر کے پانچویں سال آپ ﷺ کا شقِ صدر ہوا، جبکہ آپ ﷺ بنی سعد ہی میں تھے۔ جب انہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بارے میں خوف لاحق ہوا تو آپ ﷺ کو واپس (مکہ مکرمہ) لے آئیں اس طرح بنی سعد میں مدتِ اقامت تقریباً پانچ (۵) سال رہی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سفرِ مدینہ اور وصال فرمانا

سن چھ (٦) میلادی میں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئیں، وہاں آپؓ نے ایک

ماہ قیام فرمایا پھر آپ ﷺ کو لے کر واپس لوٹیں۔ راستہ میں ابواء کے مقام پر وصال فرما گئیں جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں واقع ہے۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا سیف بن ذی یزن کے پاس آنا

سن سات (۷) میلادی میں! آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سیف بن ذی یزن الحمیری کے پاس آئے تو سیف اور کاہنوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی خبر آپ کو دی۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہٗ کی وفات

سن آٹھ (۸) میلادی میں آپ ﷺ کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہٗ کا وصال ہوا، اور آپ ﷺ کی کفالت کا ذمہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب ؓ نے سنبھالا۔

حضور ﷺ کا سفرِ شام اور بحیرا راہب کا اقرارِ نبوت

سن بارہ (۱۲) میلادی میں آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ سوئے شام روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ بصریٰ پہنچے تو

آپ ﷺ کو بحیرا ء (باء کی زبر حاء کی زیر اور آخر میں الف ممدودہ) راہب نے دیکھا تو اس نے آپ ﷺ کی صفاتِ نبوت پہچانیں۔ اس نے آپ ﷺ کے چچا سے فرمائش کی کہ وہ آپ ﷺ کو واپس لے جائیں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کو لیکر واپس لوٹ آئے۔

ہوازن اور قریش کے درمیان جنگِ فجار

سن چودہ (۱۴) میلادی میں ہوازن اور قریش کے درمیان جنگ فجار (فاء کی زیر کے ساتھ) ہوئی۔

ہوازن کا پلہ قریش کے مقابلے میں بھاری تھا کہ ایک روز حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کے ساتھ شامل ہوئے، قریش کا پلہ ہوازن کے مقابل بھاری ہو گیا۔

حلف الفضول

پھر قریش نے مظلوموں کی مدد کے لئے حلفِ فضول نامی معاہدہ طے کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کے ساتھ اس میں موجود تھے۔

حضور ﷺ کا شام کی طرف سفرِ تجارت

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس (۲۵) سال ہوئی تو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میسرہ نامی غلام کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجارت کیلئے روانہ ہوئے۔ میسرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام تھا۔ نسطور (نون کے فتحہ کے ساتھ) راہب کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو پکار اُٹھا!

"میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ نبی ہیں اور بے شک نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔"

جب دونوں واپس لوٹے تو میسرہ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام واقعات کی خبر دی جو اس نے مشاہدہ کیے۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا تو اُن سے نکاح فرمالیا۔

کعبہ کی تعمیرِ جدید

عمر مبارک کے پینتیسویں (۳۵) برس میں قریش نے کعبہ مشرفہ کو تعمیر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھا۔

غارِ حراء میں خلوت گزینی

عمر مبارک جب اڑتیں (۳۸) سال ہو گئی، آپ

ﷺ خلوت پسند ہو گئے، غارِ حراء میں خلوت کے وقت آپ ﷺ انوارِ الٰہیہ کا مشاہدہ فرماتے، غیبی آوازیں سنتے اور درخت و پتھر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے۔

بعثت سے چھ (۶) ماہ قبل نیند کی حالت میں آپ ﷺ کو وحی ہوئی اور آپ ﷺ خواب کی تعبیر روشن صبح کی مانند ملاحظہ فرماتے۔

آغازِ وحی

جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس (۴۰) سال ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے سورۃ اقراء کی صورت میں وحی لے کر آئے، پھر سورۃ مدثر اور سورۃ مزمل نازل ہوئیں۔

آغاز کار میں پوشیدہ طور پر آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔

" فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ " (الحجر، ۹۴=۶)

(اعلانیہ اظہار فرمایئے جس کا آپ (ﷺ) کو حکم دیا گیا ہے)

یعنی ان کی جماعتوں کو توحید کے ساتھ متفرق کر دیجئے۔ آپ ﷺ اعلانیہ طور پر دعوت دینے لگے۔

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے اوّلین صحابہ

بعثت کے پانچویں سال صحابہ کی جماعت نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ جن میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شامل تھے۔ انہوں نے دس (۱۰) سال حبشہ میں قیام فرمایا۔

حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اسلام لانا

بعثت کے چھٹے سال حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کے قبولِ اسلام کی وجہ سے اسلام کو تقویت ملی۔

قریش کی بنی ہاشم سے قطع تعلقی

نبوت کے ساتویں سال، یکم محرم الحرام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہ کرنے کی صورت میں قریش نے بنی ہاشم سے قطع تعلقی کا معاہدہ کر لیا۔ انہوں نے آپس کے درمیان معاہدہ کی دستاویز کو لکھا اور خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔

بنی ہاشم کی شعب ابی طالب میں علیحدگی

بنو ہاشم بن عبد مناف ان کی پیروی میں ان کے بھائی بنو مطلب ابن عبد مناف نے ابو طالب سمیت شعب ابی طالب میں (قریش سے) علیحدگی اختیار کرلی۔ تین (۳) سال تک وہیں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد نے دستاویز ختم کرنے کی کوشش کی۔ ازاں بعد بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب سے بعثت کے نویں (۹) سال کے آخر میں باہر آگئے۔

ابو طالب اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال

بعثت کے دسویں برس ابو طالب کا پھر تین روز کے بعد حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ ان کے وصال کے باعث سرکارِ دو عالم ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا، قریش نے آپ ﷺ کو وہ کچھ کہنا شروع کردیا جتنا آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی زندگی میں کہنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔

سفرِ طائف

رسول کریم ﷺ طائف کی جانب تشریف لے گئے اور

وہاں ایک ماہ قیام فرمایا، بنی ثقیف کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، انہوں نے آپ ﷺ کے ارشاد کا انکار کر دیا، آپ ﷺ کے واپس لوٹتے وقت انہوں نے احمقوں کو آپ ﷺ کے خلاف اکسایا آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مکہ میں مطعم بن عدی کے پڑوس میں رہے۔

رسول کریم ﷺ کا قبائل کے پاس تشریف لے جانا

بعثت کے گیارہویں سال نبی کریم ﷺ نے حج کے موقعہ پر اپنی حقانیت، قبائل پر پیش کرنے کی کوشش فرمائی، جس کے نتیجہ میں انصار کے چھ (۶) رئیس ایمان لائے اور مدینہ پاک آئے، مدینہ طیبہ میں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

سفرِ معراج اور فرضیت صلوٰۃ

بعثت کے تیرھویں برس رجب میں یا رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر سدرۃ المنتہیٰ تک سیر کرائی اور اسی رات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ (۵) نمازیں فرض فرمائیں۔

بیعت عقبہ اولیٰ اور سعدین رضی اللہ عنہما کا اسلام لانا

اسی سال کے آخر حج کے موسم میں انصار کے گیارہ (۱۱) آدمی عقبہ کے

مقام پر رات کو حضور ﷺ سے ملاقی ہوئے۔
انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں انہیں امور پر بیعت کی جن امور پر آپ ﷺ عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔

"اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ" الخ

(الممتحنة، ۱۲=۲)

(کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی نہ چوری کریں گی اور نہ زنا) الخ
اور ان کے ساتھ مصعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ ان کو قرآن مجید پڑھائیں گے تو آپ ﷺ کے ہاتھ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خزرج کے سربراہ سعد بن عبادہ نے ایمان قبول کیا۔ ان کے اسلام لانے کی وجہ سے ان دونوں کے قبیلوں کے لوگ حلقہء بگوشِ اسلام ہو گئے۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ

بعثت کے تیرھویں برس ذوالحجہ کے آخر میں انصار میں سے ستر (۷۰) مردوں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، انہوں نے بھی اسی طرح عقبہ کے نزدیک بیعت کی، اور یہ کہ اگر نبی کریم ﷺ ان کی طرف ہجرت کی تو وہ اسی

طرح ان کی حفاظت کریں گے جس طرح وہ اپنی جانوں، اپنی مستورات اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور بارہ (۱۲) آدمی انہوں نے اپنے سردار مقرر کر لیے۔ نو (۹) بنی خزرج اور تین (۳) بنی اوس سے تھے۔ ازاں بعد وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

صحابہ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کا حکم فرمایا، انہوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور نبی اکرم ﷺ اذن ہجرت کا انتظار فرماتے رہے، ساتھ ہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکے رکھا۔

دارِ ندوہ میں قریش کا اجتماع اور نبی ﷺ کے قتل پر اتفاق

قریش دار ندوہ میں نبی پاک ﷺ کے معاملہ میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے قتل پر ایکا کر لیا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی طرف سے وحی لے کر حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس معاملے کی خبر دی۔

حضور ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ کی طرف حکم دیا جس پر آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہ بعثت کے چودھویں (۱۴) سال، صفر کے آخری دنوں کا واقعہ ہے جبکہ آپ ﷺ کی بعثت کو تیرہ (۱۳) سال مکمل ہو چکے تھے۔

نبی اعظم ﷺ کی عوالیِ مدینہ میں آمد

نبی مکرم ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل پیر کے روز عوالی مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کا قبا میں قیام اور مسجدِ قبا کی تعمیر

قبا میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں چودہ (۱۴) دن قیام فرمایا۔ یہاں مسجد قبا تعمیر فرمائی، پھر بنی نجار میں منتقل ہو گئے جو آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال تھے، وہاں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک ماہ مسجد اور حجرات مقدسہ کی تعمیر تک قیام فرمایا۔

اذان کی ابتداء

اسی سال میں یعنی ہجرت کے پہلے سال اذان کی ابتداء ہوئی۔

فرضیتِ جہاد

دوسرے سال کے شروع میں یا پہلے سال کے آواخر میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

"یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ"

الخ (الصف، ۱۱،۱۰=۲)

(اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں الخ)

قبلہ کی تبدیلی

تیسرے سال رجب میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا۔

"قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ." الخ (البقرۃ، ۱۴۴=۱۷)

(ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے

۔ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف) الخ

قبلہ، کعبہ مشرفہ کی جانب تبدیل ہو گیا۔ بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) آپ ﷺ نے ۱۶ ماہ نماز پڑھی۔

روزہ اور صدقہ فطر کا فرض ہونا

شعبان المعظم میں اللہ کا یہ ارشاد نازل ہوا۔

" یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامِ ۔" (البقرۃ، ۱۸۲=۲۳)

(اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔)

رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور نبی معظم ﷺ پر صدقۃ الفطر بھی فرض ہوا۔

غزوۂ بدر اور مالِ غنیمت کی تقسیم

اسی سال سترہ (۱۷) رمضان المبارک جمعہ کے روز غزوۂ بدر وقوع پذیر ہوا، جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ" الخ (الانفال، ۴۱=۵)

(جنگ بدر) فیصلہ کا دن ہے، جس دن دونوں فوجیں ملیں تھیں)

اس جنگ میں حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق سورۂ انفال نازل ہوئی۔

کعب بن اشرف الطائی کا قتل

اسی سال غزوۂ بدر کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کعب بن اشرف الطائی کے قتل کا حکم فرمایا، اس کی ماں قبیلہ بنی نضیر سے تعلق رکھتی تھی۔ اور وہ یثرب کے قلعہ میں تھا۔ اس کو بنی اوس کے پانچ افراد نے قتل کیا، جن کے سربراہ حضرت محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے۔

مسلمہ میم کی زبر (شین کے سکون) اور لام کی زبر کے ساتھ ہے۔

ابُو رافع سلام بن ابی حُقَیق کا قتل

پھر نبی کریم ﷺ نے ابُو رافع سلام بن ابی حقیق کے قتل کا حکم دیا، جو خیبر کے ایک قلعے میں تھا۔ اس کو بنی خزرج کے سات افراد نے واصل جہنم کیا۔ ان کے کمانڈر عبداللہ بن عَتِیْك تھے۔

عَتِیك میں "تاء"، "یاء" سے مقدم ہے۔ یہ لفظ عظیم کے وزن پر ہے۔

یہودِ مدینہ کی رسول اکرم ﷺ سے عہد شکنی

اسی برس مدینہ کے یہودی قبیلے بنی قینقاع نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا۔ اسرائیلی عالم حضرتِ عبداللہ بن سلام کا بھی یہی قبیلہ تھا۔ اس پر نبی مکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا، حتیٰ

کہ وہ آپ ﷺ کے حکم پر قلعہ سے اتر آئے۔ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی سلول نے ان کو نبی کریم ﷺ سے مانگ لیا، کیونکہ یہ اس کے حلیف تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے انہیں عبداللہ ابن ابی کے سپرد کر دیا۔

غزوۂ اُحد

سن تین ہجری پندرہ (۱۵) شوال المکرم غزوۂ اُحد وقوع پذیر ہوا۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے ان خوش نصیب افراد کو شہادت کے اعزاز سے نوازا جن کی قسمت میں اس نے یہ سعادت لکھ دی تھی۔ ان میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی شامل تھے۔

"وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ." الخ (آلِ عمران، ۱۲۱=۱۳)

(اور یاد کرو (اے محبوب! ﷺ) جب تم صبح اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے، مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم رکھتے ہوئے۔) الخ

آخر سورۃ تک کی آیات نازل ہوئیں۔

یومِ رجیع

اسی سال غزوۂ احد کے بعد نبی اکرم ﷺ نے عاصم بن

ثامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس (۱۰) افراد کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ رجیع کے مقام پر "جو کہ عسفان اور مرالظہران ہذیل (قبیلہ کے ایک چشمہ کا نام) پہنچے تو بنو لحیان نے ان پر قابو پالیا، جبکہ انہوں نے ان افراد کے ساتھ امان کا عہد کیا ہوا تھا ان میں سے چھ (۶) کو انہوں نے قتل کیا، دو بھاگ گئے اور دو قیدی بنا لئے۔ یہ دونوں قیدی حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن دشنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان دونوں کو مکہ میں قریش کے ہاتھوں فروخت کیا۔ قریش نے ان کو خرید لیا اور شہید کر دیا۔

قبائل سلیم کی عامر بن مالک سے غداری اور قراء صحابہ کا قتل

اسی برس احد کے بعد نبی پاک ﷺ نے عامر بن مالک العامری ملا عب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے ساتھ ستر (۷۰) قراء کو اس کی پناہ میں روانہ فرمایا۔ سلیم، عصیہ، رعل اور ذکوان کے قبائل کے لوگوں نے ان نفوسِ قدسیہ کو شہید کر دیا اور عامر بن مالک کی پناہ کا عہد توڑ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے (صبح کی نماز میں) مذکورہ بالا قبائل اور بنی لحیان کے حق میں بد دعا کے لئے (ایک مہینہ تک) قنوت پڑھی۔

حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے چھوڑ دیا۔ جب آپ لوٹے تو بنی عامر کے دو (۲) افراد کو قتل کر دیا جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے امان کا عہد کیا ہوا تھا، لیکن حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی دیت ادا فرمادی۔

نبی کریم ﷺ کا دو آدمیوں کی دیت دینے میں بنی نضیر کی مدد چاہنا

اسی سال میں نبی اکرم ﷺ نے بنی نضیر کا ارادہ فرمایا تا کہ دو آدمیوں کی دیت میں ان سے مدد طلب فرمائیں۔ جن کو حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔ نبی کریم ﷺ ان کے قلعے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ پر پتھر گرانے کا ارادہ کیا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضرِ خدمت ہو کر اس معاملہ کی خبر دی۔ نبی پاک ﷺ ان کو یہ وھم ڈالتے ہوئے اٹھے کہ آپ یہیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے لشکر سمیت ان پر چڑھائی کی اور ان کو شام کی جانب جلا وطن کر دیا۔

سورۂ حشر کا نزول

اسی سال سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔

"هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ"۔ الیٰ آخرھا (الحشر، ۲=۱)

(وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہلِ کتاب کے کافروں کو اُن کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت) الخ

وہ سب شام کی جانب جلاوطن ہو گئے، مگر حیی بن اخطب خیبر چلا گیا۔

غزوۂ بدر

سن چار (۴) ہجری میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سمیت رمضان المبارک میں اس وعدہ کے لئے مقامِ بدر پر تشریف لے گئے، جو ابو سفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کے دن کیا تھا۔ ابو سفیان اور اس کا لشکر نہ آیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ ذات الرقاع اور صلوٰۃ خوف

اسی سن ہجری میں غزوۂ ذات رقاع وقوع پذیر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانبِ نجد نکلے، غطفان کی سرکوبی کا ارادہ تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت ان کے سامنے آئے، لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی۔

"وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ." الخ (النساء، ۱۰۲=۱۵)

(اور اے حبیب ﷺ! جب آپ ان میں موجود ہوں اور قائم کریں آپ ﷺ ان کے لئے نماز) الخ

آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ مسلمانوں نے نمازِ خوف ادا کی۔

وقتِ قیلولہ غورث بن حارث کا تلوار سونت کر اچانک حملہ کرنا

جب نبی کریم ﷺ (درج بالا غزوہ سے) واپس لوٹے تو قیلولہ کے وقت ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے جدا ہوگئے، آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی، غورث بن حارث نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچالیا اور

" یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ" اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ ." الخ (المآئدہ، ۱۱=۲)

(اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں، تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے) الخ

یہ آیاتِ مبارکہ اس بارے میں نازل ہوئیں یا بنی نضیر کے بارے میں۔

غزوۂ بنی مصطلق اور واقعۂ افک

اسی سن ہجری میں نبی کریم ﷺ کو بنی مصطلق جو خزاعہ کی ایک شاخ ہے کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ جنگ کے لئے انہوں نے ایکا کر لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی جانب نکلے تو مریسیع کے مقام پر ان سے سامنا ہوا۔ مریسیع (تصغیر کے صیغے نیز راء سین اور عین بغیر نقاط کے ہے) یہ قُدَیْد کے قریب پانی کا ایک چشمہ ہے، قُدید (دال کی تکرار کے ساتھ، تصغیر کا صیغہ ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) لشکر اسلام نے ان کو بھگا دیا، ان کے مالوں کو غنیمت اور اولادوں کو قید کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منتخب فرمایا۔ جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو مہاجرین وانصار ایک چشمہ پر جمع ہو گئے۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کا معاملہ کہ اس سے

"لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ" الخ (المنافقون، ۸=۱)

(اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو عزت دار ذلیلوں کو اس سے نکال دیں گے) الخ

جیسی گفتگو کا صدور ہوا، جس سے اس کا نفاق ظاہر ہو گیا اور اس کے بارے میں سورۃ المنافقون نازل ہوئی۔

جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو رات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قضائے حاجت کے لئے نکلیں تو لشکر سے پیچھے رہ گئیں، (صحابہ کرام) کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ انہوں نے آپ کے ہودج کو چلا دیا۔

تہمت لگانے والوں نے جو کہنا تھا وہ کہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں سورۂ نور کی دس (۱۰) آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں جن کا آغاز یوں ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ." الخ (النور، ۱۱=۱)

(تو تمہارا پردہ کھول دیتا بے شک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں ایک جماعت ہے) الخ

غزوۂ خندق

اسی سال یعنی شوال سن چار ہجری، غزوۂ بدر صغری کے بعد غزوۂ خندق یا احزاب وقوع پذیر ہوا۔ مشرکین کی تعداد گیارہ ہزار تھی۔ اہل مدینہ پر حصار سخت ہو گیا، اہل مدینہ پر اس شدت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا۔

" زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ "(الاحزاب،۱۰=۱)

(مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے)

یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ محاصرہ ختم فرمادیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔

"فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا." الخ (الاحزاب، ۹=۱)

(ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے) الخ

اور سورۂ احزاب نازل ہوئی۔

غزوۂ خندق میں معجزاتِ نبوی ﷺ

ایامِ خندق میں نبی پاک ﷺ کے روشن معجزات ظاہر ہوئے، مثلاً چٹان کا واقعہ کھدائی کے دوران جب (ایک بہت بڑا) پتھر سامنے آیا تو آپ ﷺ نے کدال کے ساتھ اس کو ریزے ریزے فرمادیا۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا واقعہ کہ انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار دیگر افراد کے ساتھ دعوت کی۔ اس کے لئے ایک بکری کا گوشت اور ایک صاع جو تھے، لیکن خندق کے تمام لشکر نے اتنا سا کھانا سیر ہو کر کھایا۔

صحابہ کرام کی تعداد ایک ہزار یا اس سے زائد تھی۔ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا واقعہ کہ انہوں نے حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو چند روٹیاں بغل کے نیچے تھما کر (بارگاہِ نبوی ﷺ میں) بھیجا جن سے اسی (۸۰) بھوکے افراد نے سیر ہو کر کھایا۔

بنو قریظہ

بنو قریظہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک معاہدہ تھا۔ محاصرہ کے دوران انہوں نے عہد شکنی اور مشرکین کی اعانت کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کفار کے لشکروں کو بھگا دیا اور محاصرہ ختم ہوا تو حضرتِ جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قیلولہ کے وقت حاضر ہوئے بنو قریظہ کی جانب آپ ﷺ کو کوچ کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ نے نکل کر ان کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مشورہ کے لئے بلا بھیجا۔ جب حصار سخت ہو گیا تو وہ لوگ حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حکم کے مطابق قلعہ سے نیچے اتر آئے، وہ لوگ آپ ﷺ کے حلیف تھے۔ خندق کے دن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گئے، انہوں نے قریظہ کے بارے میں مردوں کے قتل، عورتوں اور اولادوں کے قیدی بنانے اور ان کے مالوں کو غنیمت کے طور پر تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ نبی اعظم ﷺ نے فرمایا! تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی، موافقت کی، پھر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا

گئے۔ عرش آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وصال کے وقت روحِ مبارکہ کے آنے کی وجہ سے جھوم گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی پاک ﷺ کا نکاح

سن پانچ ہجری میں نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا۔ جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ." الخ (الاحزاب، ۳۷=۵)

(اور اے محبوب! (ﷺ) یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی۔)

نبی کریم ﷺ کا عمرہ کے لئے نکلنا اور قریش کا رکاوٹ بننا

اسی سال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ذی قعدہ میں عمرہ کے لئے نکلے، قریش نے آپ ﷺ کو بیت اللہ پہنچنے سے روکا، جس کے نتیجہ میں بیعتِ رضوان ہوئی۔

صلح حدیبیہ

پھر حدیبیہ کے مقام پر دس (۱۰) سال کیلئے صلح کا معاہدہ ہوا، جس میں یہ شرائط تھیں۔

۱۔ جو شخص مسلمان ہو کر (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) آئے گا اس کو واپس مکہ لوٹا دیا جائے گا۔

۲۔ بنی بکر صلح میں قریش کے ساتھ ہیں اور بنی خزاعہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ۔

۳۔ (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) مکہ مکرمہ میں آئندہ سال داخل ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ہدی کو ذبح فرمایا، سر منڈ ولیا اور واپس تشریف لائے۔ اور سورۂ فتح نازل ہوئی۔

"لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ." الخ (الفتح، ۱۸=۳)

(یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ ﷺ کی اس درخت کے نیچے) الخ

حضرت ابُو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی طرف مسلمان ہو کر بھاگ گئے۔ (بصیر باء اور صاد کے ساتھ عظیم کے وزن پر ہے) نبی کریم ﷺ نے (واپس مکہ مکرمہ) لوٹا دیا۔ آپ کو واپس لے جانے

والے دو شخصوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ اور ساحل سمندر بھاگ گئے۔ ابو جندل بن سہیل بن عمرو اور مکہ مکرمہ کے کمزور مسلمان بھی ان کے ساتھ مل گئے (جندل جیم اور نون کے ساتھ) وہ قریش کے راستہ میں جو شام کی طرف جاتا تھا اس پر حملہ کرنے لگے، یہاں تک کہ قریش نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ وہ انہیں اپنی طرف بلا لیں اور اب جو آئے گا وہ حالتِ امن میں ہو گا۔ نبی مکرم ﷺ نے ان کو اپنی طرف بلا لیا۔

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسلام لانا

اسی سال میں قریش کے روساء میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کیا، جن میں حضرت عمرو بن عاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما شامل تھے۔ بعد ازاں حبشہ میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر نجاشی نے اسلام قبول کیا۔

سلاطین کے نام مکاتیبِ نبوی ﷺ

اسی برس حضور ﷺ نے مختلف سلطنتوں کے حکمرانوں کی طرف مکتوبات شریفہ ارسال فرمائے۔

ان میں سے عبداللہ بن خذافہ السھمی کو مکتوب دے کر کسریٰ کی جانب روانہ فرمایا۔ اس نے مکتوب پھاڑ ڈالا۔ آپ نے ان کیلئے بد دعا

فرمائی کہ اللہ پاک ان کو پوری طرح کچل ڈالے ان میں سے دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب دے کر قیصر کی جانب روانہ فرمایا۔

اس (بادشاہ) کے پاس ابو سفیان موجود تھا، قیصر نے ابو سفیان کو بلایا، نبی کریم ﷺ کی صفات اور دین کے احکام کے بارے میں سوال کیے۔ ابو سفیان نے آپ ﷺ کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ قیصر نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اعتراف کیا۔ بدبختی اور لشکر کے عدم تعاون کی وجہ سے اسلام لانے کی اس کو توفیق نہ ہوئی۔ ابو سفیان کے دل میں اسی روز سے اسلام گھر کر گیا۔

فتح خیبر

محرم سن چھ (٦) ہجری میں نبی اعظم ﷺ نے خیبر کو دس (١٠) روز محاصرہ کے بعد فتح فرمایا۔ پھر ان کے اموال کو دو حصوں میں تقسیم کیا، نصف اپنی حاجات کیلئے اور نصف مسلمانوں کے درمیان۔

حبشہ سے جعفر بن ابی طالب کا واپس آنا

حبشہ کی جانب ہجرت فرمانے والے صحابہ کرام میں سے جو صحابہ کرام وہاں تھے ان کیساتھ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے غنیمت کے

مال سے ان کو حصہ بھی عطا فرمایا۔

حدیثِ ذراع

ایک یہودی عورت نے نبی کریم ﷺ کی جانب زہر آلود بُھنی ہوئی بکری بطور ھدیہ ارسال کی، اس گوشت کی دستی نے اس بارے میں آپ ﷺ کو خبر دی۔

حضرت صفیہ بنتِ حُیّی کا انتخاب

نبی معظم ﷺ نے خیبر کے قیدیوں میں سے حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حُیّی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی اسرائیل سے تھیں اور حضرت ھارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔

عمرۃ القضاء

اسی سن ذوالقعدہ میں نبی اکرم ﷺ نے عمرہ فرمایا اور تین روز مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر واپس تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ کا میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زفاف کرنا

(اسی سال) نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ

بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زفاف فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی عدل سے تھیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خالہ تھیں۔ یہ واقعہ سَرِف کے مقام پر آپ ﷺ کے مکہ مکرمہ سے واپسی کی رات وقوع پذیر ہوا۔ سرف، کتفِ کے وزن پر، سین اور فاء کے ساتھ ہے، تنعیم اور مَرّ الظہران کے درمیان ایک مقام ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال بھی اسی مقام پر ہوا، مزار پر انوار بھی اسی جگہ پر ہے۔

نبی پاک ﷺ کی خطابت کیلئے منبر بنانا

سن سات (۷) ھجری میں نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے ایک منبر بنوایا، اس سے پہلے آپ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے، اس پر وہ کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں آواز سے رونے لگا۔

وفدِ عبد القیس کی آمد

اسی برس رجب المرجب میں عبد القیس کا وفد آیا، انہوں نے اسلام کے متعلق پوچھا، ان کا سردار اشج تھا (اشج شین اور جیم کے ساتھ ہے) نبی پاک ﷺ نے اس وفد کے سردار اور وفد کے ارکان کی تعریف فرمائی۔

غزوۂ موتہ

سن آٹھ (۸) ہجری جمادی الاولیٰ میں غزوۂ موتہ وقوع پذیر ہوا (مُوتہ میم کے ضمہ اور واؤ پر ھمزہ کے ساتھ ہے) اور یہ شام کے علاقہ میں بلقا کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔

اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صحابہ کی جماعت سمیت شہادت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے علم سنبھالا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور مسلمانوں کو سلامتی کے ساتھ نکال لیا جو تین ہزار تھے۔ ہرقل، شاہِ روم دو لاکھ کے ساتھ شریک ہوا تھا۔

فتحِ مکہ

اسی سال رمضان الکریم میں فتحِ مکہ ہوئی۔ صلح کے ختم ہونے کا سبب یہ ہوا کہ قریش نے نبی بکر کی جوان کے حلیف تھے، نبی خزاعہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلیف تھے کے خلاف مدد کی۔

ابو سفیان صلح طلب کرنے کیلئے نبی کریم ﷺ کی خدمت

میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس کی استدعا قبول نہ فرمائی تو ابُو سفیان واپس لوٹ گیا۔ پھر عمرو بن سالم الخزاعی الکعبی قریش کے خلاف نبی کریم ﷺ سے مدد چاہنے کیلئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ مان گے، نبی کریم ﷺ نے دس ہزار افراد کے ہمراہ مکہ مکرمہ جانے کیلئے تیاری شروع فرمادی، جب آپ ﷺ جحفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے اہل وعیال سمیت ہجرت کر کے تشریف لا رہے تھے، (جحفہ جیم کے ضمہ پھر حاء ساکنہ جو مدینہ منورہ سے تین مرحلوں پر واقع ہے) آپ ﷺ نے اُن کو واپس لوٹا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جنگِ بدر کے بعد اسلام لا چکے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حاجیوں کو پانی پلانے کیلئے مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، نبی پاک ﷺ نے ان کو اذن مرحمت فرمادیا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے چچا زاد ابُو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے ملاقات کی، آپ اس سے پہلے اسلام قبول کرنے اور جو غلطیاں ان سے صادر ہو چکی تھیں کی معذرت کے لئے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا سے قریش کی آنکھیں باندھ دیں، انہیں آپ ﷺ کی ان پر حملہ کیلئے نکلنے کی خبر تک نہ ہوئی۔

جب حضور ﷺ مر الظہران پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قوم کے بارے میں خوف لاحق ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ کی اجازت سے آپ ﷺ کے ساتھ خچر پر سوار ہو گئے تاکہ کفار و مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے انہیں امان ہے۔

اسی شب ابُوسفیان اور صخر ابن حرب قریش کی ایک جماعت کے ہمراہ جاسوسی کرنے کیلئے نکلے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ کی جانب لوٹا دیا۔ ابُوسفیان کو ساتھ لیکر نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے پھر علی الصباح چاشت کے وقت بیس (۲۰) رمضان المبارک بلندی کی جانب سے مکہ میں داخل ہوئے اور یہاں اٹھارہ (۱۸) روز قیام فرمایا اور نمازِ قصر ادا فرماتے رہے۔

غزوۂ حنین

نبی مکرم ﷺ کو خبر پہنچی کہ قبیلہ ہوازن چار (۴) ہزار کے لشکر کے ساتھ جن کا سردار مالک بن عوف النصری تھا جنگ کے لئے

جمع ہو گیا ہے۔ نبی پاک ﷺ بیس (۲۰) شوال کو دس (۱۰) ہزار فتح مکہ کے لشکر کے ساتھ ان کی جانب نکلے، مزید دو (۲) ہزار جنہوں نے یوم فتح کو اسلام کو قبول کیا تھا۔ اس طرح کل بارہ ہزار ہو گئے۔ انہیں اپنی کثرت پر فخر ہوا، انہوں نے کہا! ہم قلت کے باعث آج ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ کثرت ان کے کسی کام نہ آئی۔ مشرکین کو حنین کی گھاٹیوں میں گھات لگائے ہوئے پایا، اور حنین طائف اور مکہ کے درمیان ایک وادی ہے۔ جب مسلمان درمیان میں پہنچے تو (مشرکین) نے ان پر شدت سے حملہ کیا اور تیروں کی بارش کر دی، وہ ماہر تیر انداز تھے۔

مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے نبی پاک ﷺ ایک جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہے، خچر سے نیچے اترے، کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکیں، وہ بھاگ اٹھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

ان کے بچے اور اموال مسلمانوں کو غنیمت میں ملے، وہ ان کو ہمراہ لے کر نکلے تاکہ ان کو سامنے رکھ کر جنگ کریں، ان میں سے ایک گروہ بھاگ نکلا جن کا سردار درید بن صمۃ تھا۔ مال اور اولاد ہانک کر لے گئے، حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ اوطاس میں

ان کو آلیا، حضرت ابُو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شہید ہوئے اور ان میں سے اکثر طائف جا پہنچے۔ آپ ﷺ نے طائف کا رخ فرمایا، شدید جنگ ہوئی، بیس (۲۰) سے زائد دنوں تک مسلمانوں نے محاصرہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی ہدایت کی دعا فرمائی اور واپس لوٹ آئے آپ ﷺ کے مدینہ واپس پہنچنے کے بعد وہ مالک بن عوف نصری کے ہاتھوں ایمان لا کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔

حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم

نبی کریم ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے، حنین کے مالِ غنیمت کو مقام جِعرانہ پر تقسیم فرمایا جو مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔

نبی معظم ﷺ کا جِعرانہ سے احرامِ عمرہ

آپ ﷺ نے اسی سال ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ولادت، وصال اور سورج گرہن

اسی سال ذوالحجہ الحرام میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی ولادت ہوئی، تین ماہ بقیدِ حیات رہے، پھر وصال شریف ہوا۔ روزِ وصال سن نو ہجری ربیع الاوّل کو بوقتِ چاشت سورج گرہن ہوا، لوگ کہنے لگے کہ: حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر سورج گرہن لگا، شاہِ دوعالم ﷺ نے لوگوں کو جمع فرمایا، لوگوں کو نمازِ کسوف پڑھائی، پھر ان کو خطبہ دیا، فرمایا! سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں، کسی کی موت وحیات ان کی گرہن کے باعث نہیں ہوتی۔

لوگوں کا دین میں فوج در فوج داخل ہونا

نو ہجری میں لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی اور اس کو نبی پاک ﷺ کے وصال کی نشانی بنایا۔

وفود کا سال

وفد بنی حنیفہ

اس سال کئی وفد آئے ان میں بنی حنیفہ کا وفد بھی تھا، یہ کثیر جماعت پر مشتمل تھا، ان کا سردار مسیلمہ کذاب تھا، اس نے اسلام لانے سے اس شرط کے سوا انکار کر دیا کہ نبی پاک ﷺ حاکم اس کو بنائیں، وہ ناکام واپس لوٹا۔

وفد نصاری نجران

ان وفود میں وفدِ نجران بھی تھا اور یہ عیسائیوں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ ﷺ سے جھگڑا کیا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں، اس لئے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

"اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ." (آلِ عمران، ۵۹=۶)

(عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی مانند ہے، اسے مٹی سے بنایا)

اور آیتِ مباہلہ جسے آیت ملاعنہ بھی کہتے ہیں، نازل ہوئی۔

"فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ" الخ (آلِ عمران، ۶۱=۶)

(پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آگیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی۔ پھر بڑی عاجزی سے (اللہ

کے حضور) التجاء کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر) الخ

ان کے رئیس جسے وہ السید اور العاقب کہتے تھے نے کہا ایسا مت کرو۔

پھر انہوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی اور انہوں نے کہا: آپ ﷺ اپنے صحابہ میں سے ایک امین شخص کو ہمارے ساتھ بھیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں ضرور بالضرور تمہارے ساتھ ایک امین شخص بھیجوں گا جو امانت کا حق ادا کرے گا"۔ ان کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور فرمایا! "یہ اس امت کے امین ہیں"۔

یمن کے وفود

ان میں سے یمن کے وفود بھی تھے، وہ اسلام کے شرف سے مشرف ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس یمنی آئے ہیں، ان کے دل رقیق، ان کے قلوب نرم، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا۔

کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے خون کو مباح قرار دیا تھا، کیونکہ

انہوں نے ایسے اشعار کہے تھے جن میں نبی پاک ﷺ کے بارے میں تعریض کی گئی تھی۔

وہ اسلام لے آئے، جو خطائیں ان سے ہوئیں تھیں ،آپ ﷺ سے معذرت کی، اور اپنا مشہور قصیدہ جو "بانت سعاد" کے نام سے معروف ہے، مسجد نبوی میں پڑھا۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی معذرت قبول فرمائی اور اپنی چادر مبارک انہیں اوڑھا دی۔

رومیوں سے غزوۂ تبوک

اسی سال رومیوں سے جنگ کی خاطر شام کی جانب تبوک کی مہم روانہ ہوئی۔ سرور دو جہاں ﷺ ستر (۷۰) ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا، انہوں نے عرض کی!

"کیا آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں ؟"

تو نبی اعظم ﷺ نے فرمایا! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے اسی طرح قائم مقام ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام ہارون علیہ السلام تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

جب تبوک پہنچے (اور یہ مقام رومیوں کے علاقہ میں سب

سے قریب تھا) تو آپ ﷺ نے وہاں دس (۱۰) دنوں سے کچھ اوپر قیام فرمایا، دشمن سے مڈبھیڑ نہ ہوئی، اس علاقہ کے تمام لوگوں نے جزیہ دینے کی شرط پر صلح کرلی۔

منافقین کی کذب بیانی اور ان کی ذلت میں نزولِ وحی

نبی مکرم ﷺ عازمِ مدینہ ہوئے، منافقین آپ ﷺ کے پاس اس بات پر معذرت کیلئے آنے لگے کہ وہ نبی پاک ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم کا نام "جیش العسرۃ" رکھا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھانے لگے، آپ ﷺ نے ان کا عذر قبول کرلیا اور ان کے دلوں کے بھیدوں کو رب کریم کے سپرد کردیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو رسواء کرنے کیلئے سورۃ براۃ کی آیات نازل فرمائیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

"وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْابِهٖ وَ تَوَ لَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ط فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقاً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُ وْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ." الخ

(التوبۃ، ۷۷،۷۵=۱۰)

(اور ان میں سے بعض نے اللہ سے عہد کیا تھا اگر ہمیں اپنے فضل سے

دے تو ہم صدقہ کریں اور نیک لوگوں سے ہو جائیں، پس جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کنجوسی کرنے لگے، اس کے ساتھ اور روگردانی کرلی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے نفاق جمادیا ان کے دلوں میں اس دن تک، جب ملیں گے اس کو، اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے کیا تھا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے) الخ

اس سورت کا نام براۃ کے علاوہ ''الفا ضِحة'' (رسوا کرنے والی) ہے۔

تین پیچھے رہنے والوں کی توبہ

تین افراد جو پیچھے رہ گئے تھے اور انہوں نے سچ سچ کہا تھا، اعتراف کیا کہ ان کے پاس کوئی عذر نہیں تھا۔ شاہِ دو عالم ﷺ نے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر چھوڑا۔

ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت ہلال بن اُمیہ بن الواقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳۔ حضرت مُرارہ ابن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(مُرارہ میم کے ضمہ کے ساتھ ہے)

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا تو اس کا نام سورۂ توبہ رکھا۔

نجاشی کی موت

اسی سال رجب المرجب میں نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے صحابہ کرام کو نجاشی کی موت کی خبر دی، ان کی نمازِ جنازہ عید گاہ میں جماعت کے ساتھ پڑھائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا حج اور مشرکین کے ساتھ معاہدہ کا خاتمہ

اسی سال کے آخر میں نبی معظم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے ساتھ حج کو جائیں، آپ ﷺ نے ان کو روانہ فرمایا پھر ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو، تاکہ سورۂ براۃ کی ابتدائی آیات کے ذریعہ سے حج اکبر کے دن تمام مشرکین سے براءت کا اظہار کر دیں، لہذا آپ نے ہر مشرک کے ساتھ معاہدہ کا خاتمہ فرمادیں۔

حجۃ الوداع

سن دس (۱۰) ہجری میں شاہ دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا، آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور کثیر

تعداد میں مخلوق نے حج کیا۔اس (حج) میں چالیس (۴۰) ہزار صحابہ کرام شریک ہوئے، آپ ﷺ نے لوگوں کو الوداع فرمایا، ان کو محتاط رہنے کا حکم دیا اور ان کو ڈرایا اور فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں حرام فرمادی ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر، اس مہینے اور اس دن کی حرمت ہے۔ پھر فرمایا! "اَللّٰھُمَّ اَشْھد"۔ اے اللہ! گواہ رہ۔ یہ تین مرتبہ فرمایا، اس کے بعد نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

ذی الحجۃ الحرام کے آخر میں (مدینہ طیبہ) داخل ہوئے، محرم اور صفر وہاں قیام فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی مسلمانوں کو دعوتِ جہاد اور لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیاری

نبی کریم ﷺ نے ربیع الاوّل کے شروع میں لوگوں کو شام کی جانب جہاد کا حکم دیا اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا، صحابہ کرام نے تیاری شروع کر دی۔

نبی اکرم ﷺ کا مرض اور وصال شریف

پھر نبی پاک ﷺ بیمار ہوئے، آپ ﷺ کا مرض شدید ہو

گیا، صحابہ کرام رک گئے اور آپ ﷺ کے بارے میں انتظار کرنے لگے۔ ہجرت کے دس سال مکمل ہونے پر سن گیارہ (۱۱) ہجری کو بارہ (۱۲) ربیع الاوّل پیر کے روز چاشت کے وقت وصال پرُ ملال ہوا، یہی وہ وقت، دن اور مہینہ تھا جس میں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا تھا۔ اور منگل کی عصر کے بعد آپ ﷺ کو سپرد خاک کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں آپ ﷺ کی بزرگی اور عظمت میں اضافہ فرمائے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ